نوّاب مرزا خاں داؔغ دہلوی

(1831 – 1905)

مرزا خاں نام، داؔغ تخلّص تھا۔ نواب شمس الدّین احمد خان رئیس لوہارو کے بیٹے تھے۔ دہلی میں پیدا ہوئے، لال قلعے میں پرورش پائی۔ ذوقؔ کے شاگرد تھے۔ 1857 کے بعد رام پور چلے گئے۔ 1888 میں حیدرآباد پہنچے۔ میر محبوب علی خاں آصف جاہ اُن کے شاگرد ہوئے۔ انھوں نے اپنے استاد داؔغ دہلوی کو 'ناظم یار جنگ'، 'دبیر الدّولہ'، 'فصیح الملک' کا خطاب عطا کیا اور گراں قدر وظیفہ مقرّر کیا۔ آخر دم تک عزّت و وقار کی زندگی بسر کی۔ کلام کے مجموعے 'گلزارِ داؔغ'، 'آفتابِ داؔغ'، 'فریادِ داؔغ'، 'مہتابِ داؔغ' اور 'یادگارِ داؔغ' شائع ہو چکے ہیں۔

داؔغ کو دہلی کی زبان اور محاورے پر قدرت حاصل تھی۔ وہ روزمرّہ کے استعمال کا خاص سلیقہ رکھتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اُردو زبان کی باریکیوں کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ داؔغ کی زبان دانی کا دبدبہ اتنا تھا کہ اس زمانے کے بہت سے شاعروں نے ان سے اصلاح لی۔ علامہ اقباؔل نے بھی اپنا ابتدائی کلام داؔغ کو دکھایا تھا اور داؔغ سے اس تعلق پر فخر کرتے تھے۔ زبان کے مزے اور بیان کی شوخی کے لحاظ سے داؔغ ایک خاص امتیاز رکھتے ہیں۔

غزل

خاطر سے یا لحاظ سے، میں مان تو گیا — جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا

ڈرتا ہوں دیکھ کر دلِ بے آرزو کو میں — سنسان گھر یہ کیوں نہ ہو، مہمان تو گیا

دیکھا ہے بُت کدے میں جو، اے شیخ کچھ نہ پوچھ — ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا

افشائے رازِ عشق میں گو ذِلّتیں ہوئیں — لیکن اُسے جَتا تو دیا، جان تو گیا

گو نامہ بر سے خوش نہ ہوا، پر ہزار شکر — مجھ کو وہ میرے نام سے پہچان تو گیا

ہوش و حواس و تاب و تواں داغؔ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو گیا

نوّاب مرزا داغؔ دہلوی

سوالوں کے جواب لکھیے

1. شاعر نے دلِ بے آرزو کو سنسان گھر کیوں کہا ہے؟
2. تیسرے شعر میں شاعر، شیخ سے متعلق کیا بات کہنا چاہتا ہے؟
3. درج ذیل شعر کا مفہوم واضح کیجیے:

   افشائے رازِ عشق میں گو ذِلّتیں ہوئیں
   لیکن اسے جَتا تو دیا، جان تو گیا
4. پانچویں شعر میں شاعر کا محبوب نامہ بر کی آمد پر خوش نہیں پھر بھی شاعر ہزار شکر کیوں ادا کر رہا ہے؟